URDU Gif Format

سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن

دامانِ باغ
سبحٰن السبوح

۱۳۰۷ھ

مصنف: اعلیٰ حضرت، مجدد، امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

دامان باغ سبحٰن السبوح

(سبحٰن السبوح کے باغ کا دامن)

مسئلہ ۳: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دیوبند کا پڑھا ہوا ایک مولوی کہتا ہے کہ اللہ تعالٰی جھوٹا ہوسکتا ہے اور اس پر دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر اللہ تعالٰی نہ بول سکے تو آدمی کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام ایسا نکلا کہ آدمی تو کرسکتا ہے اور خدا نہیں کرسکتا، یہ ظاہر بات ہے کہ خدا کی قدرت بے انتہا ہے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا ضرور ان سب باتوں پر قادر ہے اور ان کے سوا بے انتہا چیزوں پر قدرت رکھتا ہے جن پر آدمی کو قدرت نہیں، انسان کو اپنے کذب پر قدرت اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے، اور اس دلیل کو کہتا ہے کہ یہ ایسی قاطع دلیل ہے کہ جس کا جواب نہیں ہوسکتا ہے امید کہ اس بارہ میں جو حق ہو تحریر فرمائیں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔ بیّنوا توجروا (بیان کیجئے اجر حاصل کیجئے۔ ت)

الجواب

سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اللہ عزوجل مسلمانوں کو شیطانوں کے وسوسوں سے بچائے، دیوبندی نہ دیوبندی کہ دیوبندیوں نہ دیوبندیوں کہ ان کے امام اسمٰعیل دہلوی کا یہ قول صریح ضلالت وگمراہی وبددینی ہے جس میں بلا مبالغہ ہزار باوجہ سے کفر لازمی ہے، جمہور فقہائے کرام کے طور پر ایسی ضلالت کا قائل صریح کافر ہوجاتا ہے اگرچہ ہم باتباع

جمہور متکلمین کرام صرف لزوم پر بے التزام کافر کہنا نہیں چاہتے اور ضال مضل بددین کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی وافی رسالہ مسمّٰی بہ سبحٰن السبوح عن کذب عیب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہوچکا اور گنگوہیوں دیوبندیوں وغیرہم وہابیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہوسکا نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہوسکے،

حقت علیھم کلمۃ العذاب بما کذبوا ربھم وبما کانوا یفسقون اولٰئک اصمّھم اللہ واعمٰی ابصارھم فھم فی طغیانھم یعمھون ۰

عذاب کا قول ان پر ٹھیک اترا بسبب اس کے کہ انھوں نے اپنے رب کی طرف جھوٹ کو منسوب کیا اور اس سبب سے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالٰی نے بہرہ کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا پس وہ اپنی سرکشی میں سرگرداں رہتے ہیں (ت)،

میں نے اس رسالے میں تینتیس نصوص اور تیس دلائل قطعیہ سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالٰی کا کذب محال بالذات ہے اور یہ کہ اس کے محال بالذات ہونے پر تمام ائمہ امت کا اجماع ہے، مسلمان جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت اور اس کے کلام کی تصدیق ہو اگر کچھ بھی سمجھ رکھتا ہے تو اس کے لئے یہی دو حرف کافی ہیں، اول یہ کہ کذب ایسا گندا ناپاک عیب ہے جس سے ہر تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے اور ہر بھنگی چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے عار رکھتا ہے اگر وہ اللہ عزوجل جلالہ کے لئے ممکن ہو تو وہ بھی ناقص ملوث گندہ بھی گھناؤنی نجاست سے آلودہ ہوسکے گا، کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے، مسلمان تو مسلمان کہ اس کے لئے اس کے رب کی امان، ادنٰی سمجھ والا یہودی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا، پاک ہے اسے جس کے سراپردہ عزت وجلال کے گرد کسی عیب ونقص کا گزر قطعاً محال بالذات ہے، جس کی عظمت وقدوسیت کو ہر لوث وآلودگی سے بالذات منافات ہے۔ شرح مقاصد میں ہے،

www.alahazratnetwork.org

الکذب محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالٰی محال۔[1]

یعنی جھوٹ باجماعِ علماء محال ہے کہ وہ بالاتفاق عقلاً عیب ہے اور عیب اللہ تعالٰی پر محال۔

نیز مقصد سادس فصل ثالث مبحث سابع جملہ اہلسنت کے عقائد اجماعیہ میں فرماتے ہیں،

طریقۃ اھل السنۃ ان العالم حادث و

اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و

---

[1] شرح المقاصد المبحث السادس فی انہ تعالٰی متکلم دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۰۴

الصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ و لا یصح علیہ الجہل ولا الکذب ولا النقص[۱]۔

تو پیدا ہے اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے، نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے۔

دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہوا تو اس کا صدق ضروری نہ رہا، اور جب اس کا صدق ضروری نہ رہا تو اس کی کون سی بات پر اطمینان ہو سکے گا، ہر بات میں احتمال رہے گا کہ شاید جھوٹ کہہ دی ہو، جب وہ جھوٹ بول سکتا ہے تو اس یقین کا کیا ذریعہ ہے کہ اس نے کبھی نہ بولا، کیا اسے کسی کا ڈر ہے یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے جو اسے دبائے گا اور جو بات وہ کر سکتا ہے نہ کرنے دے گا، ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ سچ بولوں گا یا اس نے فرما دیا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں مگر جب اس کا جھوٹ ممکن ٹھہرا تو سرے سے اس وعدہ و فرمان ہی کے صدق پر کیا اطمینان رہا، ہو سکتا ہے کہ پہلا جھوٹ یہی بولا ہو، غرض معاذ اللہ اس کا کذب ممکن مان کر دین و شریعت و اسلام و ملت کسی کا اصلاً پتا نہیں لگا رہتا، جزا و سزا و جنت و نار و حساب و کتاب و حشر و نشر کسی پر ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا، تعالی اللہ عما یقولون الظلمون علوا کبیرا۔ اللہ تعالٰی بہت بلند ہے اس سے جو ظالم کہتے ہیں۔ (ت)

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی فیہ مفاسد لا تحصی و مطاعن فی الاسلام لا تخفی، منہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد و مجال الملاحدۃ فی العناد و بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بخلود الکفار فی النار فمع صریح اخبار اللہ تعالٰی بہ فجواز عدم وقوع مضمون ھذا الخبر محتمل ولما کان ھذا باطلا قطعا

اخبار الٰہیہ میں امکان کذب ماننے سے بے شمار خرابیاں اور اسلام میں ایسے طعنے سر اٹھائیں گے جو پوشیدہ نہیں منجملہ ان کے معاد کے بارے میں فلاسفہ کا کلام، عناد پر مبنی بے دینوں کی جسارت اور کفار کے ہمیشہ جہنم میں رہنے جیسے اجماعی نظریات کا بطلان ہے باوجودیکہ اس بارے میں اللہ تعالٰی کی تصریح وارد ہے، چنانچہ اس خبر کے مضمون کے عدم وقوع کا جائز ہونا محتمل ہوا، اور جب یہ قطعاً

---

[۱] شرح المقاصد فصل ثالث مبحث ثامن دار المعارف النعمانیہ لاہور ۴/ ۲۷۰

علم ان القول بجواز الکذب فی اخبار اللہ تعالٰی باطل قطعاً[1] (ملتقطاً)۔

باطل ہے تو معلوم ہوا کہ اخبارِ الٰہیہ میں امکانِ کذب کا قول قطعاً باطل ہے (ملتقطاً)۔ (ت)

رہی دیوبندی کی دلیل ذلیل وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں، امام الوہابیہ کی اختراع خبیث ہے، سبحٰن السبوح میں اس کے ہذیانوں کی پوری خدمت گزاری کر دی ہے یہاں چند حرف کافی گزارش،

اوّلاً جب یہ ٹھہرا کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کرسکتا ہے وہابیہ کا خدا بھی خود اپنے واسطے کرسکتا ہے، تو جائز ہوا کہ اُن کا خدا زنا کرے، شراب پئے، چوری کرے، بُتوں کو پُوجے، پیشاب کرے، پاخانہ پھرے، اپنے آپ کو آگ میں جلائے، دریا میں ڈبائے، سربازار بدمعاشوں کے ساتھ دھول دھکّڑ لڑے، جوتیاں کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کون سی ناپاکی کون سی ذلّت، کون سی خواری ہے جو ان کے خدا سے اُٹھ رہے گی۔

ثانیاً بے دین اسی گھمنڈ میں ہیں کہ انھوں نے خدا کا عیبی ہونا فقط ممکن کہا ہے کوئی عیب بالفعل تو اسے نہ لگایا تھا حالانکہ اوّل تو یہی ان کا گدھا پن ہے اُس جلیل جمیل سبّوح قدوس کی شان جلال کے لئے فقط امکانِ عیب ہی خود بڑا بھاری ہے کما بیّنّاہ فی سبحٰن السبوح واوضحناہ للغواۃ مع مالہ من الوضوح (جیسا کہ ہم نے اسے سبحٰن السبوح میں بیان کیا اور گمراہوں کے لئے اس کی خوب وضاحت کی۔ ت) خیر یہ تو ایمان والے جانتے ہیں، میں وہ بتاؤں جسے یہ عیب لگانے والے بھی سمجھ پائیں کہ بیشک انھوں نے خدا کو بالفعل عیبی مانا اور کن سخت سے سخت عیبی جانا بلکہ اس کے حق میں کچھ لگی نہ رکھی صاف صاف اس کی الوہیت ہی باطل کردی، وجہ سُنئے جب ٹھہری کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے، اور ظاہر ہے کہ آدمی قادر ہے کہ اپنی ماں کی تواضع وخدمت کے لئے اس کے تلووں پر اپنی آنکھیں ملے، اپنے باپ کی تعظیم وغلامی کے لئے اس کے جُوتے اپنے سر پر رکھ کر چلے تو ضرور ہے کہ وہابیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایسی تعظیم وتواضع وخدمت وغلامی پر قادر ہو ورنہ انسان کی قدرت اس کی قدرت سے بڑھ جائے گی کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کرسکا اور خدا سے نہیں ہوسکتا، اگر کہئے اسے اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ ہوئی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں تو اس میں اس زعم کا کیا علاج ہوا، مطلب تو اتنا تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے نہیں ہوسکتا خواہ نہ ہوسکنے کی کوئی وجہ ہو، لاجرم تمہارے طور پر ضرور ہے کہ خدا کے ماں باپ ہوں تاکہ وُہ بھی ایسی سعادت مندی کرسکے جیسی انسان کر رہا ہے اور ظاہر کہ جو ماں باپ سے پیدا ہو وہ حادث ہوگا اور حادث خدا نہیں ہوسکتا، اس کا کوئی خالق ہوگا اور مخلوق خدا نہیں ہوسکتا، اب تو تم کیجئے کہ تم خدا کو

---

[1] شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۲۳۸

بالفعل عیسیٰ مانتے اور مرے سے اس کی الوہیت ہی باطل کر رہے ہو۔

ہاں ایک صورت نکل سکتی ہے کہ بالفعل خدا کے ماں باپ نہ ہوں اور پھر بھی اسے ان سعادتمندیوں پر قدرت ہو، کہو تو بتا دیں، وہ یہ کہ دیابیہ کا خدا کسی دن اپنے آپ کو موت دے اور آواگون کے ہاتھوں کسی پُرش کے بھوگ سے کسی استری کے گربھ میں دوسرا جنم لے اپنے ان آئندہ ماں باپوں کی غلامی کرے، مگر الوہیت تو یوں بھی گئی کہ جو مر سکا وہ خدا کہاں!

ثالثاً احمق بددین نے اگرچہ مسلمانوں کا دل رکھنے کو اپنے رسالہ یکروزی میں جہاں یہ ناپاک دلیل ذلیل لکھی ہے یہ اظہار کیا کہ خدا کا کذب ممکن بالذات ہونے پر بھی ممتنع بالغیر ضرور ہے مگر دلیل وہ پیش کی جس نے امتناع بالغیر کو بھی صاف اڑا دیا، ظاہر ہے کہ انسان کا کذب نہ ممتنع بالذات نہ ممتنع بالغیر بلکہ ہر روز و شب ہزاروں بار واقع تو کذب پر اس کی قدرت آزاد ہوئی جس پر کوئی روک نہیں اور برابر کام دے رہی ہے، مگر خدا کی قدرت بستہ مسدود ہے کہ واقع کرنے کی مجال نہیں اور شک نہیں کہ آزاد قدرت مسدود قدرت پر صریح فوقیت رکھتی ہے تو یوں کیا انسانی قدرت اس کی قدرت سے فائق نہ رہی باعتبار مقدورات کمًّا نہ سہی تو باعتبار نفاذ کیفًا سہی، ناچار تمہیں ضرور ہے کہ امتناع بالغیر بھی نہ مانو کہ انسانی قدرت سے شرمانا تو نہ پڑے۔

رابعاً اس قول خبیث کی خباثتیں کہاں تک گنیں کہ وہ تو بلا مبالغہ کروڑوں کفریات کا خمیرہ ہے، ہاں وہ پیچ بے حقیقت گرہ کھولیں جو اس نے اپنا جادو پھونک کر لگائی اور اپنی حماقت سے بہت کڑی گتھی جانی، یہ چار طور پر ہے بعضها قریب من بعض:

اول: ساری بات یہ ہے کہ احمق نے افعال انسانی کو خدا کی قدرت سے علیحدہ سمجھا ہے کہ آدمی اپنے کام اپنی قدرت سے کرتا ہے یہ رافضیوں معتزلیوں فلسفیوں کا مذہب ہے، اہلسنت کے نزدیک انسانی حیوانی تمام جہان کے افعال اقوال اعمال احوال سب اللہ عزوجل ہی کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، اور وہاں کی قدرت ایک ظاہری قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد میں کچھ دخل نہیں تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص اللہ عزوجل کے لئے ہے تو کذب ہو یا صدق، کفر ہو یا ایمان، حسن ہو یا قبح، طاعت ہو یا عصیان، انسان سے جو کچھ واقع ہوگا وہ اللہ ہی کا مقدور اللہ ہی کا مخلوق ہوگا اسی کی قدرت اسی کی ایجاد سے پیدا ہوگا، پھر کیونکر ممکن کہ انسان کوئی فعل قدرت الٰہی سے جدا کر سکے جس کے لئے وزن برابر کرنے کو خدا کو خود اپنے لئے بھی کر سکنا پڑے، اس ضلالت و بددینی کی کوئی حد ہے۔ مقاصد میں ہے:

فعل العبد واقع بقدرۃ اللہ تعالٰی	یعنی بندے کا ہر فعل اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے واقع
وانما للعبد الکسب والمعتزلۃ بقدرۃ	ہوتا ہے بندہ کا فقط کسب ہے اور معتزلہ و فلاسفہ

العبد مختصۃ والحکماء ایجاباً[1]۔ کہتے ہیں کہ بندے کا فعل خود بندے کی قدرت سے ہوتا ہے، معتزلہ کے نزدیک امکانی طور پر کہ قدرت بندہ سے وقوعِ فعل ممکن ہے واجب نہیں اور فلاسفہ کے نزدیک وجوبی طور پر کہ تخلف ممکن نہیں۔

دوم: اندھے سے پوچھو انسان کو کس کے کذب پر قدرت ہے اپنے یا خدا کے۔ ظاہر ہے کہ انسان قادر ہے تو صرف کذبِ انسانی پر نہ کہ معاذ اللہ کذبِ ربانی پر۔ اور شک نہیں کہ کذبِ انسانی ضرور قدرتِ ربانی میں ہے پھر اگر کذبِ ربانی قدرتِ ربانی میں نہ ہوا تو قدرتِ انسانی کیونکر بڑھ گئی، وہ کذبِ ربانی پر کب تھی اور جس پر تھی یعنی کذبِ انسانی اُسے ضرور قدرتِ ربانی محیط ہے، مگر خدا جب دین لیتا ہے عقل پہلے چھین لیتا ہے، دل کے اندھے نے یہ خیال کیا کہ انسان اپنے کذب پر قادر ہے، اور یہی لفظ بارگاہِ عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب پر قدرت چاہئے اور نہ سُوجھا کہ وہاں اپنے سے انسان مراد تھا، اور اب خدا مراد ہوگیا، اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ اسی طرح کا کوئی کور باطن خیال کرے کہ انسان اپنے خدا کی تسبیح کرسکتا ہے تو چاہئے کہ خدا بھی اپنے خدا کی تسبیح کرسکے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائے گی، تو خدا کے لئے اور خدا درکار ہوا،

www.alahazratnetwork.org

وھلم جرا الی غیر نھایۃ وغیر قرار، کذٰلک یطبع اللہ علٰی کل قلب متکبر جبار۔ اور کھنچتا چلا جا لانہایۃ تک، یونہی اللہ تعالٰی ہر متکبر سرکش کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے (ت)

سوم: ہم پوچھتے ہیں قدرتِ انسانی بڑھ جانے سے کیا مراد ہے، آیا یہ کہ انسان کے مقدورات گنتی میں خدا کے مقدورات سے زائد ہوجائیں گے، یہ تو بداہۃً استحالۂ کذب کو لازم نہیں کہ کذب بوجہ نقائص سرکارِ عزت کے لئے سرکارِ عزت کی قدرت میں نہ ہونے پر بھی اس کے مقدورات غیر متناہی ہیں اور انسان کتنی ہی ناپاکیوں پر قادر ہو آخر اس کے مقدورات محدود ہی رہیں گے اور متناہی کو نامتناہی سے کوئی نسبت نہیں ہوسکتی، ہاں یہ کہئے کہ ایک چیز بھی ایسی نکلنا جو انسان کے زیرِ قدرت ہو اور رحمٰن کے زیرِ قدرت نہ ہو محال ہے (اور بیشک ایسا ہی ہے) اسی کو زیادتِ قدرت سے تعبیر کیا ہے تو اب ہم دریافت کرتے ہیں یہ خاص کذب کہ انسان سے واقع ہوا قدرتِ خدا سے ہوا یا قدرتِ خدا سے جدا، بر تقدیرِ اول وہ کون سی چیز نکلی جو انسان کے زیرِ قدرت تھی اور رحمٰن کے زیرِ قدرت نہ تھی کہ یہ جو قدرتِ انسان سے ہوا خود مانتے ہو کہ قدرتِ رحمٰن سے ہوا پھر زیادت کہاں، بر تقدیرِ دوم رحمٰن اگرچہ معاذ اللہ اپنے کروڑ کذبوں پر قادر ہو وہ کذب اس کذب کے عین نہ ہوں گے جو انسان سے

---

[1] المقاصد مع شرح المقاصد الفصل الخامس دار المعارف النعمانیہ لاہور ۲/ ۱۲۰

واقع ہُوا بلکہ کذب ہونے میں اس کے مثل ہوں گے اور مثل پر قدرت شے پر قدرت نہیں، وُہ خاص کذبِ انسانی جو قدرتِ انسانی سے واقع ہوا اسے صراحۃً قدرتِ خدا سے جدا کر رہے ہو تو خدا کا کذب ممکن بلکہ اب تازہ ایمان گنگوہی پر معاذ اللہ واقع مان کر بھی وُہ کال تو نہ کٹا کہ ایک شَے جو زیرِ قدرتِ انسانی تھی زیرِ قدرتِ ربّانی نہ ہوئی اس کی نوعِ مقدورِ خدا ہُوئی نہ کہ خود وہ فرد تو تم نے خدا و انسان کو دربارۂ کذب برابر کے دو عاجز مانا کہ نوعِ کذب کے افراد سے جس فرد پر انسان قادر ہے خدا قادر نہیں اور جس فرد پر خدا قادر ہے انسان قادر نہیں۔

دہلوی کے بندو! اسی پر اس مسئلہ میں ان اللہ علٰی کل شیئ قدیر[1] (بیشک اللہ تعالٰی ہر شَے پر قادر ہے۔ ت) پڑھتے اور کذبِ الٰہی محال جاننے والے مسلمانوں پر عجز ماننے کی تہمت رکھتے ہو، حالانکہ تم خود ہی وُہ ہو کہ خدا کو افرادِ مقدورۂ عبد پر قادر نہیں مانتے جب تو وزن برابر کرنے کو امثالِ مقدوراتِ عبد خود اس کے نفسِ کریم میں گھڑنا چاہتے ہو قاتلکم اللہ (اللہ تعالٰی تمھیں ہلاک کرے۔ ت) کسی مذہبِ خبیث کی بھی تقلید چھوڑو گے یا سب میں سے ایک ایک حصّہ لوگے، یہ طائفہ معتزلہ سے طائفہ جبائیہ کا مذہب ہے کہ اللہ تعالٰی نفسِ مقدوراتِ عبد پر قادر نہیں۔ مواقف میں ہے:

الجبائیۃ قالوا لا یقدر علٰی عین فعل العبد[2] الخ۔

جبائیہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی عین فعل عبد پر قدرت نہیں رکھتا الخ (ت)

ہم اہلسنّت کے نزدیک اللہ تعالٰی عین مقدوراتِ عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرتِ کاملہ سے واقع ہوتے ہیں اور ان کے امثال پر بھی کہ امثالِ عبد سے امثالِ فعل صادر کرا سکتا ہے مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفسِ کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے اس سے وُہ پاک و متعالی ہے، سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت)

اس کی مثال یُوں سمجھو کہ زید و عمرو دونوں اپنی اپنی زوجہ کو طلاق[عہ۲] دینے پر قادر ہیں مگر ایک دوسرے کی

[عہ۱] یہ فہم امام الوہابیہ کے قابل واضح تغایر لکھا ہے ورنہ مخلوق میں کسی فعل بعینہٖ پر دوسرے کو قدرت نہیں ہو سکتی کہ فعل فاعل سے تعیّن پاتا ہے تو وہ فعل مثلاً روٹی کھانا، پانی پینا یا اٹھنا بیٹھنا وغیرہ وغیرہ جو زید سے صادر ہوا عمرو سے صادر نہیں ہو سکتا اس کی نظیر اس سے صادر ہوگی ۱۲ منہ مدظلہ

[عہ۲] یعنی ایسی طلاق جس میں اصیل خود مختار ہو ۱۲ منہ

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۰

[2] المواقف مع شرح المواقف المرصد الرابع فی الصفات الوجودیۃ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۸/ ۹۳

زوجہ کو طلاق[عہ] نہیں دے سکتا تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق جل مجدہٗ دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع وموجود ومخلوق ہوگی تو اللہ تعالٰی زید وعمرو ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الوہابیہ کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے، اس گدھے پن کی حد ہے، اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

چہارم، یہ تقریر بیشک حق تھی کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولٰی عزوجل قادر ہے وہ بقدرت ظاہریہ عطائیہ اور حق بقدرت حقیقیہ ذاتیہ، مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا، انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے، انسان کی قدرت ظاہرہ صرف اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ خلق وایجاد میں اس کا حصہ نہیں وہ خاص مولٰی عزوجل کی قدرت ہے تو اس کلام حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہوگا مگر بقدرت خدا، اس دل کے اندھے نے یہ بنالیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے، رحمٰن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے سبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں۔ ت) اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا "صحۃ الشیئ منہ" ہے نہ کہ "صحۃ الشیئ علیہ"، اور صاف کہہ گزرا کہ "مایصح علی العبد یصح علی اللہ" جو بندے پر جاری ہوسکے خدا پر بھی جاری ہوسکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت وشیطنت بے انتہا ہے،

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[۱] اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے، ہم ایک فائدہ جلیلہ بتائیں، میں کہتا ہوں ہاں وہ ضرور قطعی دلیل ہے مگر کاہے پر، وہابیہ وامام الوہابیہ کے ایک ایک قول ایک ایک فقرے ایک ایک حرف وہابیت کے ابطال صریح پر، اس حجت عامۃ الظہور لامعۃ النور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن ومنیر،

[عہ] یعنی مذکور ۱۲ منہ

---

[۱] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷

وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا خدا پر جائز و روا ہے وہ ضرور فی الواقع حق و بجا ہے ورنہ خدا پر جہل مرکب جائز ہو کہ اپنی غلط فہمی سے ناحق کو حق جان لے باطل کو سچ مان لے، امام وہابیہ نے اگرچہ اس کا کذب ممکن کہا مگر وہ یوں تھا کہ اس کے علم میں ٹھیک بات ہے اور دوسروں سے اس کے خلاف کہے نہ یہ کہ خود اس کا علم ہی باطل و خلافِ حق ہو اس کے امکان کی اس نے تصریح نہ کی، دیوبندیوں نے اگرچہ امکان جہل صراحۃً اوڑھ لیا مگر وہ جہل بسیط تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا نہ کہ جہل مرکب کہ باطل کو حق اعتقاد کرنا، اس کا امکان ان سے بھی مسموع نہیں، رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ مقدمہ اجلی بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے، اگر خدا کا علم جائز الخطا ہو تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار وغیرہا جملہ سمعیات باطل محض ہو جائیں کہ ان کی طرف عقل کو آپ تو راہ ہی نہیں کہ کسی دلیل کسی تعلیل کسی استقرا کسی تمثیل سے ان پر اعتقاد کرسکے ان کا اعتقاد محض بربنائے کلام الٰہی تھا اب اس کی جانچ واجب ٹھہری کہ ایک جائز الخطا کی بات ہے یہ جانچ کاہے سے ہوگی عقل سے، عقل وہاں چل سکتی ہی نہیں تو محض جہل و بے ثبوت جاننا اور ان سب کا چھوڑ دینا لازم ہوا کذب نے تو بات ہی میں شبہہ ڈالا تھا جہل مرکب نے جڑ سے گئی نہ رکھی بلکہ نظر بمذہب وہابیہ اس تقدیر پر نہ صرف ایمانیات معاد بلکہ خود اصل ایمان یعنی توحید الٰہی پر بھی ایمان ہاتھ سے جائے گا، وجہ سنئے وہابیہ کے طور پر خدا کے لئے بیٹا ہونا عقلاً محال نہیں ان کا امام صاف مان رہا ہے کہ جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا بھی اپنے لئے کرسکتا ہے تو واجب ہوا کہ خدا عورت سے نکاح بعدہٗ جماع بعدہٗ اس کے رحم میں اپنے نطفے کا ایقاع کرسکے ورنہ قدرت میں انسان سے گھٹ جو رہے گا، اور جب یہاں تک ہو لیا تو اب نطفہ ٹھہرانے اور بچہ بنانے اور پیدا کرلانے میں کیا زہر گھل گیا کہ ان سے عاجز رہے گا دنیا بھر کی ماؤں کے ساتھ یہ افعال کر رہا ہے، اپنی زوجہ کے بارے میں کیوں تھک رہے گا، آخر وہابیہ کا ایک پرانا امام ابن حزم غیر مقلد ظاہری المذہب مدعی عمل بالحدیث منہ بھر کر

عہ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری مرحوم مصنف تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل وغیرہ نے جو اس زمان امام الوہابیہ پر الزام امکان جہل وغیرہ شناعات سے نقض کیا تھا، مولوی محمود حسن دیوبندی وغیرہ بانی دیوبند نے معتقد گنگوہی کے بیان وحمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک پرچہ ۲۵؍ اگست ۱۸۸۹ء میں یہ چھاپا "چوری، شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی معلوم ہوتا ہے، غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں حالانکہ یہ کلیہ ہے جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔" دیکھو کیسا صاف اقرار ہے کہ وہابیہ کا معبود چوریاں کرے شرابیں پیئے، جاہل بنے، ظلم میں سے سب کچھ روا ہے، اعوذ باللہ من الخذلان اس پرچہ کی خرافات ملعونہ کا رد آخر کتاب مستطاب سبحٰن السبوح میں چھپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

بک گیا کہ خدا کے بیٹا ہو سکتا ہے، ملل و نحل میں کہتا ہے،

انه تعالیٰ قادر ان یتخذ ولداً اذ لو لم یقدر لکان عاجزاً[1]

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اولاد رکھے کیونکہ اگر اس پر قادر نہ ہوا تو عاجز ہوگا (ت)

اس کا رد سبحٰن السبوح صفحہ ۳۴ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا بیٹا ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا، قال اللہ تعالیٰ،

قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین[2]

تم فرماؤ کہ اگر رحمٰن کے کوئی بچہ ہے تو سب سے پہلے اس کا پوجنے والا میں ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ وہابیہ کے نزدیک ہزاروں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں، عقلی استحالہ تو یوں گیا، رہا شرعی اس کے کھونے کو امکان کذب کیا تھوڑا تھا کہ اب خدا کی بات سچی ہونی ضرور نہیں جہل مرکب ممکن مانا گیا، تو پوری رجسٹری ہوجائے گی کہ ممکن کہ ادعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرآن گونج رہا ہے سب بربنائے جہل مرکب و غلط فہمی ہو، اب لا الٰہ الا اللہ بھی ہاتھ سے گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالیٰ، بالجملہ اللہ عزوجل پر جہل مرکب محال بالذات ہونے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے سے چارہ نہیں تو یہ مقدمہ کہ "جس بات کا حق جاننا خدا پر روا ہے وہ ضرور حق ہوجاتا ہے" برہانی ایقانی بھی ہے اور مخالف کا تسلیمی اذعانی بھی، اس کا نام مقدمہ ایمانیہ رکھئے۔

اب خلاف وہابیہ در وہابیت جو بات چاہے فرض کرلیجئے خواہ وہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے احکام سے بھی زائد مثلاً،

(۱) اسمٰعیل دہلوی نرا کافر تھا۔
(۲) گنگوہی، دیوبندی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی وغیرہم وہابی سب کھلے مرتد ہیں۔
(۳) جو کذب الٰہی ممکن کہے ملحد ہے۔
(۴) تقویۃ الایمان، تنویر العینین، ایضاح الحق، صراط مستقیم تصانیف اسمٰعیل دہلوی، معیار الحق تصنیف نذیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف نانوتوی، براہین قاطعہ تصنیف گنگوہی وغیرہا جملہ نباحات انجوی سب کفری بول نجس تر از بول ہیں جو ایسا نہ جانے زندیق ہے۔

---

[1] الملل والنحل لابن حزم

[2] القرآن الکریم ۴۳/ ۸۱

(۵) جو باوصف اطلاع اقوال ان میں سے کسی کا معتقد ہو انھیں کا بندہ جہنم کا کندہ ہے۔

(۶) ان سفہا اور اُن کے نظرا تمام خبثا جنھوں نے شانِ اقدس وارفع رب العالمین و حضور پُر نور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تنقیص کی جو شخص رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و رب العزت جل جلالہٗ کے مقابل ان ملحدوں کی حمایت مروت رعایت کرے ان کی باتوں کی تحسین توجیہ تاویل کرے وہ عدوِ خدا و دشمنِ مصطفےٰ ہے جل جلالہٗ و صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔

(۷) غیر مقلدین سب بے دین پکے شیاطین پورے ملاعین ہیں۔

سات یہ اور سات ہزار اور، جو بات کہو کیا انسان اس کا اعتقاد نہیں کرسکتا؟ ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ آدمی ضرور ان میں سے ہر بات کے اعتقاد[عہ] پر قادر ہے، یہ مقدمہ بدیہیہ عامۃ الورود محفوظ رکھئے کہ "اس امر کا اعتقاد انسان کرسکتا ہے"۔ مسلمانو! (اس) میں آپ کو اختیار رہا کہ وہابیہ کی جس بات کو چاہیے اس کا مشار الیہ بنائیے، اب اس مقدمہ بدیہیہ کو صغریٰ کیجئے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کا وہ دعوی ذلیل کہ "جو کچھ انسان کرسکتا ہے خدا کرسکتا ہے" اسے کبریٰ بنائیے، شکل اول بدیہی الانتاج سے نتیجہ نکلا کہ "اس امر کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے" اب اس نتیجہ کو صغریٰ کیجئے اور مقدمہ ایمانیہ کو کبریٰ کہ "ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کرسکتا ہے قطعاً یقیناً حق ہے" شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ ہوگا کہ یہ امر قطعاً یقیناً حق ہے، وہابیہ کو یہاں معارضہ بالقلب کی گنجائش نہیں کہ اپنے عقاید باطلہ کو کہیں انسان ان کا بھی اعتقاد کرسکتا ہے تو خدا بھی کرسکتا ہے تو یہ بھی حق ہیں کہ جناب دلیل مقدمہ وہابیہ ہے اور وہ ان پر حجت کہ ان کا اور ان کے امام کا ایمان ہے، ہمارے نزدیک وہ باطل محض ہے تو کبریٰ قیاس اول مردود ہو کر پہلا ہی نتیجہ باطل ہوگا، اب کئے مفر کدھر، تین ہی احتمال ہیں،

اول مقدمہ ایمانیہ کا انکار کرو اور اپنے خدا کا جہل مرکب میں گرفتار ہونا بھی جائز جانو جب تو قیامت و حشر و نشر و جنت و نار جملہ سمعیات اور خود اصل اصول دین لا الہ الا اللہ پر ایمان کرا استعفا دو اور پکے کافر ہو۔

دوم اقرار کرو کہ مقدمہ وہابیہ یعنی دہلوی ضلیل کی دلیل ذلیل کا وہ شیطانی کلیہ مردود و ملعون و مطرود تھا

[عہ] ظاہر ہے کہ کوئی خبر بھی ہو حق ہوگی یا باطل، اور سب جانتے کہتے مانتے ہیں کہ حق کا اعتقاد فرض یا کم ازکم اور باطل کا اعتقاد حرام و ممنوع، اور فرض و حرام و جائز و ممنوع وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت۔ یہاں ملحوظ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ہیہات اول تو اسے تمہارا دل کب گوارا کرے ؎

انّٰی لکم الی الہدی تحویل　　قد اشرب فی القلوب اسمٰعیل

(تمہیں ہدایت کی طرف پلٹنا کہاں نصیب ہوگا، تحقیق تمہارے دلوں میں اسمٰعیل (کی محبت) رچ گئی ہے۔ ت)

اور خدا کا دھرا سر پر، براہِ ناچاری اس کے انکار پر آؤ بھی تو تمہارا خصم کب مانے وہ کہے گا میرا استدلال اسی مقدمہ کی بنا پر الزامی تھا، اور خصم جب دلیل الزامی قائم کرے تو فریق کو اپنے مقدمۂ مسلّمہ سے پلٹ جانے کی گنجائش نہیں۔ کما صرح[عہ] بہ العلماء الکرام (جیسا کہ علماءِ کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ت) ورنہ کوئی دلیل الزامی قائم ہی نہ ہو سکے، ہمیشہ مغلوب کے لئے یہ بچاؤ کا رستہ کھلا ہے کہ دلیل جس مقدمۂ مسلّمہ پر مبنی ہو اس سے انحراف کر جائے اور بالفرض وہ بھی در گزر کرے تو کیا یہ اقرار نرے قول کی ضلالت پر اقتصار ہوگا، نہیں نہیں صاف صاف کہنا پڑے گا کہ امام الوہابیہ باری سبوح قدوس عزوجل کو ایسی شنیع ناپاک گالی کہ کروڑوں گالیوں پر مشتمل ہے دے کر صریح ضال مضل بے دین ہوا اور تم اور فلاں و فلانی اس کے سارے معتقدین بھی اسی کی طرح گمراہ بد دین ہوں۔ **سوم** اگر ان دونوں سے فرار کرو تو اب نہ رہا مگر یہ تیسرا کہ ان سب نتائج کو جو تمہارے امام ہی کے

عہ فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت للمولٰی بحر العلوم لو تم ہذا لم یکن الدلیل الجدلی مفید الالزام اصلا، اذ یمکن اعترافہ بالخطأ فی تسلیم احد من المسلمات ولم تکن القضایا المسلّمۃ من مقاطع البحث والکل باطل علی ما تقرر فی محلہ والحق ان المسلّم کالمفروض فی حکم الضروری لایصح انکارہ فانکارہ اشد من الالزام اھ[1] باختصار ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت تصنیف مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں ہے کہ اگر یہ تام ہو جائے تو پھر دلیل جدلی بالکل مفید الزام نہ ہوگی کیونکہ ممکن ہوگا کہ خصم قضایائے مسلّمہ میں سے کسی کو خطا مان لے اور مسلمات بحث کے خاتمہ کا ذریعہ نہ رہیں گے اور یہ سب باطل ہے جیسا کہ ہم اس کو اپنے محل میں ثابت کر چکے ہیں، اور حق یہ ہے کہ مسلّم، حکمِ ضرورۃ و بداہۃ میں مفروض سمجھا جاتا ہے جس کا انکار صحیح نہیں، پس اس کا انکار الزام سے شدید تر ہے اھ باختصار رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع بذیل المستصفٰی

کفر سے پیدا ہوئے حق جانو اور دہلوی[1] اول و دہلوی[2] آخر و گنگوہی و نانوتی و انبیٹھی و تھانوی و دیوبندی اور خود اپنے آپ اور جملہ وہابیہ اور سارے غیر مقلدین سب کو کافر مرتد اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس و معیار الحق وغیرہا تمام تصانیف وہابیہ کو کفری قول اور پیشاب سے زیادہ نجس و بدجانو، فرمائیے ان میں کون سا آپ کو پسند ہے جسے اختیار کیجئے اپنے اور اپنے امام سب کے کفر و نیز یا کم از کم گمراہی و بددینی کا اقرار کیجئے، کچھ جواب فرماؤ گے یا آج ہی سے مالکم لا تناصرون ۵ بل ھم الیوم مستسلمون[3] (تمھیں کیا ہوا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے بلکہ وہ آج گردن ڈالے ہیں۔ ت) کا رنگ دکھاؤ گے کیوں۔

ھل ثوب الفجار ما کانوا یفعلون والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

کیا کچھ بدلہ فاجروں کو اس کا ملا جو وہ جھوٹ بولتے تھے، اور تمام تعریفیں اللہ تعالٰی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالٰی ہمارے آقا و مولٰی محمد مصطفٰی اور ان کے تمام آل و اصحاب پر درود نازل فرمائے، اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے اور اس کا علم اتم و احکم ہے (ت)

www.alahazratnetwork.org

---

[1] اسمٰعیل ۱۲

[2] نذیر حسین ۱۲

---

[3] القرآن الکریم ۳۷/ ۲۵ و ۲۶